AL-JAMEI Research Journal
ISSN (Print) 3006-4775 (Online) 3006-4783

https://aljamei.com/index.php/ajrj

عصر حاضر میں ربائب کو درپیش مسائل اور ان کا حل: شریعت اسلامیہ کی روشنی میں ایک تحقیقی جائزہ

Problems Faced By the Rabaib in the Present Era and Their Solutions: A Research Review In The Light Of Islamic Law

Syeda Maryum Shah

PhD Research Scholar, Department of Islamic Studies, the Islamia University of Bahawalpur, maryamshah298@gmail.com

Dr.Sagila Kousor

Associate professor, Chairperson Department b of Comparative study of Religions, The Islamia University of Bahawalpur, sajilakausar@iub.edu.pk

Abstract

This research explores the multifaceted challenges faced by Rabaib (stepchildren) in contemporary society, particularly within Muslim communities, and evaluates these issues through the lens of Islamic jurisprudence. The study highlights key problems including emotional neglect, inheritance disputes, social identity crises, and strained familial relations that stepchildren often encounter due to their unique familial positioning. By examining Qur'anic verses, Hadith, and classical Islamic legal opinions, the paper assesses the ethical and legal responsibilities of stepparents and society towards Rabaib. Furthermore, the research critically analyzes modern socio-cultural dynamics contributing to these problems and proposes Shari'ah-compliant solutions, such as the promotion of equity, compassion, and clear legal safeguards. The study concludes that a combination of spiritual awareness, community education, and legal reinforcement based on Islamic teachings is essential to ensuring justice and emotional well-being for stepchildren in today's world.

Key Words: Raba'ib, Quran and Hadith, Marriage and Non-Marriage, Injustice and Abuse, Media, Society

ربائب کا معنی، مفہوم:

"وَرَبَائِبُكُمُ اللَّاتِي فِي حُجُورِكُمْ مِنْ نِسَائِكُمُ اللَّاتِي دَخَلْتُمْ بِهِنَّ فَإِنْ لَمْ تَكُونُوا دَخَلْتُمْ بِهِنَّ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ "۔[1]

ترجمہ: "اور تمہاری ربیبہ بیٹیاں جو تمہاری گود میں ہوں تمہاری ان بیویوں سے جن سے تم نے دخول کیا، پس اگر تم نے دخول نہیں کیا تو تم پر کوئی گناہ نہیں۔

رب کے لغوی معنی:

رب کے معنی پالنے والا، تربیت کرنے والا، کسی کی تدریجاً نشو نما کرکے اس کو کمال تک پہنچانے والا۔ ربہ، ورباہ، ربہ تینوں کے ایک ہی معنی ہیں، جیسا کہ ایک قول ہے

"یربنی رجل من قریش احب الی من ان یرببنی رجل من ھوازن "۔[2]

ترجمہ: قریش کا سردار ہونے کی بجائے میں یہ پسند کرتا ہوں کہ کوئی ہوازن قبیلہ کا مرد میری تربیت و پرورش کرے۔

رب کے اصطلاحی معنی:

اصطلاحی طور پر لفظ رب اصل میں مصدر ہے اور فاعل ہے، مطلق طور پر یہ لفظ اللہ تعالی کے لئے بولا جاتا ہے جو تمام کائنات کا خالق و مالک ہے، تمام جہانوں کا پرورش کرنے والا، تمام مخلوق کا رب ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالی کا ارشاد

" كُلُوا مِنْ رِزْقِ رَبِّكُمْ وَاشْكُرُوا لَهُ بَلْدَةٌ طَيِّبَةٌ وَرَبٌّ غَفُورٌ "۔[3]

ترجمہ: اپنے رب کے دیئے گئے رزق سے کھاؤ اور اس کا شکر ادا کرو، یہ پاکیزہ شہر ہے اور وہ بخشنے والا رحم کرنے والا ہے۔

ایک اور جگہ اللہ تعالی نے ارشاد فرمایا:

"وَلَا يَأْمُرَكُمْ أَنْ تَتَّخِذُوا الْمَلَائِكَةَ وَالنَّبِيِّينَ أَرْبَابًا " ۔[4]

ترجمہ: "اور یہ نہیں ہو سکتا کہ وہ کہ تم فرشتوں اور نبیوں کو رب بنانے کا حکم دے"۔

یعنی اللہ نے کسی کو بھی یہ حکم نہیں دیا کہ وہ اللہ کے نیک بندوں، انبیاء، صدیقین، وصالحین وغیرہ کو اللہ کے ساتھ معبود یا شریک بنائیں۔

ایک اور جگہ اللہ تعالی نے ارشاد فرمایا:

" رَبُّكُمْ وَرَبُّ آبَائِكُمُ الْأَوَّلِينَ "۔[5]

ترجمہ: "وہ تمہارا اور تمہارے آباؤ اجداد کا رب ہے"۔

ایک اور جگہ فرمان باری تعالی ہے:

"ارْجِعِي إِلَى رَبِّكِ رَاضِيَةً مَرْضِيَّةً "۔[6]

ترجمہ:"اپنے رب کی طرف لوٹ اس طرح کہ تو اس سے راضی اور وہ تجھ سے راضی"۔

ان تمام آیات میں لفظ رب اپنے حقیقی معنی استعمال ہیں جو اللہ وحدہ لاشریک کی ذات ہے۔

امام رازی تفسیر کبیر میں اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ "ربّیّون سے مراد عیسائیوں کے علماء اور احبار سے مراد یہود کے علماء ہیں"[7]۔

یہ لفظ رب واحد کیلئے آتا ہے کیونکہ اللہ تعالی کی ذات واحد و یکتا ہے مگر کفار کے عقیدے کے مطابق اس لفظ کی جمع ربائب بھی قرآن پاک میں آئی ہے۔[8]

جیسا کہ ارشاد باری تعالی ہے

" أَأَرْبَابٌ مُتَفَرِّقُونَ خَيْرٌ أَمِ اللَّهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ "[9]۔

ترجمہ:"کیا بہت سارے خدا بہتر ہیں یا ایک اللہ جو سب پر غالب ہے" ۔

پھر اسی سے لفظ رابۃ نکلا ہے اس سے مراد وہ ماں ہے جو شوہر کی پہلی بیوی کے بچوں کے پرورش وتربیت کر رہی ہو، پھر اس سے آگے لفظ ربائب نکلا ہے جیسا کہ ارشاد باری تعالی ہے:

"وَرَبَائِبُكُمُ اللَّاتِي فِي حُجُورِكُمْ مِنْ نِسَائِكُمُ اللَّاتِي دَخَلْتُمْ بِهِنَّ "[10] ۔

ترجمہ: "اور تمہاری وہ بیٹیاں جو تمہاری گود میں ہیں (ان بیویوں میں سے جن سے تم ہمبستری کر چکے ہو)"۔یعنی مرد کی بیوی کی وہ اولاد جو عورت کے پہلے شوہر سے ہو دوسرے شوہر کیلئے ربائب کہلاتی ہے۔رب، ارباب، مربی تمام الفاظ اسی ایک لفظ رب سے بنے ہیں۔شاعر نے اسی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے شعر کہا ہے:

ہوئی ہے تربیت آغوش بیت اللہ میں تیری،
دل شوریدہ ہے لیکن صنم خانے کا سودائی۔[11]

معجم القرآن میں لکھا ہے کہ "رب بمعنی پالنے والا، ربیون بمعنی اللہ والے، ربائبکم معنی تمہاری بیویوں کی وہ لڑکیاں جو پہلے شوہر سے ہوں، اسکی واحد ربیبہ ہے۔[12]

عمدۃ لغات القرآن میں لکھا ہے کہ:"رب کے معنی پالنے والا، اسی سے ربائب لفظ نکلا ہے اس سے مراد عورت کے پہلے خاوند کی اولاد ہوتی ہے جو دوسرے شوہر کے زیر تربیت، زیر پرورش ہوں"۔ [13]

میاں محمد صدیقی اپنی کتاب قرآن مجید کی اردو لغت میں لکھتے ہیں کہ "رب کا معنی اضافت کے ساتھ اللہ تعالی کیلئے بولا جاتا ہے جیسا کہ "رَبِّ الْعَالَمِين "[14]۔

اور غیر کیلئے بھی یہ لفظ بولا جاتا ہے جیسا کہ "رب البیت "۔

ترجمہ:گھر والا اسکی جمع ارباب آتی ہے،اسی سے لفظ ربیب اور ربائب نکلا ہے یعنی عورت کی وہ اولاد جو پہلے شوہر سے ہے"۔[15]

صاحب مطالب القرآن یعقوب سروش نے لکھا ہے:"ربائب کے معنی بیوی کے پہلے شوہر کی لڑکیاں ہیں"[16]۔

جیسا کہ ابو بکر الجزائری نے اپنی تفسیر میں لکھا ہے:

" وَرَبَائِبُكُم الربائب،جمع ربيبة هي بنت الزوجة "۔[17]

ترجمہ: ربائبکم لفظ ربائب سے بنا ہے اور اسکی جمع ربیبہ ہے۔اس سے مراد بیوی کی بیٹی ہے۔

ابو بکر الجزیری مزید لکھتے ہیں کہ

" وَرَبَائِبُكُمُ اللاتِي فِي حُجُورِكُمْ ، فالربيبة:هي بنت الزوجة إذا نكح الرجل امرأة وبنى بها لا يحل له الزواج من ابنتها، أما إذا عقد فقط ولم يبين فإن البنت تحل له "۔[18]

ترجمہ:اللہ تعالی کے اس قول کے بارے میں کہ تمہاری ربیبہ بیٹیاں جو تمہاری گودوں میں ہیں،یہاں ربیبہ سے مراد بیوی کی بیٹی ہے۔کہ جب کوئی شخص کسی عورت سے نکاح کرتا ہے تو اس شخص کے لئے اس عورت کے پہلے شوہر کی بیٹی حلال نہیں ہوتی،اگر عورت سے صرف عقد نکاح کیا ہو اور اس عورت سے تعلق قائم نہ کیا ہو تو اس شخص کے لئے اس عورت کی بیٹی حلال ہو گی۔

ان تمام تعریفوں سے یہ بات واضح ہو گئی ہے کہ ربائب سے مراد عورت کی وہ اولاد ہوتی ہے جو پہلے شوہر سے ہو اور دوسرے شوہر سے نکاح کرنے بعد اسکی پرورش میں جائے،اگر دوسرے شوہر کی پرورش میں نہ بھی جائے تو بھی ربائب کہلاتی ہے۔

رسول اللہ ﷺ کی زیر تربیت ربائب :

- حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالی عنھا کے ساتھ زیر نبوی ﷺ میں آنے والے ربائب:

1۔ہند بن ابی ہالہ نباش   2۔حارث بن ابی ہالہ نباش

3۔طاہر بن ابی ہالہ نباش   4۔ہند بنت عتیق۔

- حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالی کے ساتھ آنے والی ربائب اولادیں:

1۔حضرت سلمہ بن عبداللہ۔   2۔حضرت عمر بن ابی سلمہ

3۔حضرت زینب بنت ابی سلمہ   4۔حضرت ام کلثوم بنت ابی سلمہ۔

- حضرت سودہ رضی اللہ تعالی عنھا سے ربائب اولاد:

1۔حضرت عبد الرحمن بن ابی سکران۔

- حضرت ام حبیبہ رضی اللہ تعالی عنھا سے ربائب اولاد:

1۔حضرت حبیبہ بنت عبید اللہ بن جحش۔[19]

رسول اللہ ﷺ کا ربائب سے حسن سلوک:

ذیل میں رسول اللہ ﷺ کے زیر تربیت ربائب سے حسن سلوک کی مثالیں قلمبند کی جارہی ہیں

حارثؓ بن ابی ہالہ ہند بن نباش:

حارثؓ بن ابی ہالہ ایک صحابی رسول تھے" جو ام المومنین حضرت خدیجہؓ رضی اللہ عنھا کے پہلے شوہر ابو ہالہ ہند بن نباش کے فرزند تھے،بعثت کے تیسرے سال جب رسول اللہ ﷺ کو اعلانیہ دعوت دینے کا حکم ہوا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قریش سے کہا" قولو لا الہ اللہ تفلحوا "تو حضرت حارثؓ نے جوابا کہا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتھ دوں گا جس پر حارثؓ بن ابی ہالہ کو پکڑ کر مارا گیا اور اتنا مارا گیا کہ انکو شہید کر دیا گیا"۔

ایک اور روایت میں ہے کہ "حضرت حارثؓ نے اسلام کے ابتدائی دنوں میں اسلام قبول کر لیا تھا،وہ حضرت خدیجہؓ رضی اللہ عنہا کے پاس بیٹھے تھے ،اور ان دونوں کے پاس قریش کی ایک جماعت بھی موجود تھی ،رسول اللہ کے اسلام کی دعوت دینے پر کفار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے لڑنے لگے اور سب وشتم کرنے لگے، اور حضرت حارثؓ رسول اللہ کا دفاع کرنے لگے تو قریش نے انہیں مارنا شروع کر دیا اور اتنا مارا کہ حضرت حارثؓ رکن یمانی کے پاس شہید ہو گئے"۔[20]

عمرؓ بن ابی سلمہ:

عمر بن ابی سلمہؓ بن عبد الاسد، ابو سلمہؓ کے بیٹے تھے اور ان کی والدہ ام المؤمنین ام سلمہؓ تھیں یہ رسول اللہ ﷺ کے ربیب تھے، بعض نے کہا کہ یہ ہجرت مدینہ کے دوسرے سال پیدا ہوئے اور بعض نے کہا ہجرت مدینہ کے بعد پیدا ہوئے۔اور آپ جنگ جمل میں بھی حضرت علیؓ کے ساتھ شامل تھے۔آپ سے کئی روایات بھی مروی ہیں اور روایات لینے والوں میں ان کے بیٹے محمد، سعید بن مسیب عروہ بن سعید،وھب بن کیسان وغیرہ شامل ہیں۔زبیر سے مروی ہے کہ حضرت علیؓ کے زمانے میں آپ بحرین کے والی مقرر کئے گئے تھے،وھب بن کیسان ان سے ایک روایت بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمرؓ نے بتایا کہ ایک مرتبہ میں کھانا کھا رہا تھا اور پورے برتن میں ہاتھ گھما رہا تھا یہ دیکھ کر رسول اللہ ﷺ نے شفقت سے فرمایا اے لڑکے اپنے آگے سے کھاؤ اور بسم اللہ پڑھ کر کھاؤ۔[21]

زینبؓ بنت ابی سلمہ:

زینبؓ بنت ابی سلمہ عبد اللہ بن عبد الاسد کی بیٹی تھیں ان کی والدہ ام سلمہؓ تھیں اور یہ رسول اللہ ﷺ کی ربیبہ بیٹی تھیں، حبشہ میں ان کی پیدائش ہوئی، اور رسول اللہ ﷺ نے ان کی پیدائش کے بعد ام سلمہؓ سے نکاح کیا تھا۔ آپ ایک نیک اور فقیہہ خاتون تھیں۔

بکر بن عبد اللہ المزنی کہتے ہیں کہ ہمیں رافع نے خبر دی کہ مدینہ میں فقیہہ خواتین میں زینبؓ بنت ابی سلمہ کا نام شمار کیا جاتا تھا۔ خالد سے روایت ہے وہ کہتے ہیں زینبؓ نے ان کو بتایا ایک بار وہ اپنی والدہ کے پاس گئیں تو رسول اللہ ﷺ اپنا چہرہ دھو رہے تھے حضرت ام سلمہؓ نے زینب کو کہا کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس جاؤ، رسول اللہ ﷺ نے شفقت اور شرارت سے ان کے چہرے پہ کلی کی اس کے بعد ان کی والدہ نے ان کو کہا اب چلی جائیں وہ وہاں سے واپس آگئیں، راوی کا کہنا ہے کہ زینبؓ بوڑھی ہو گئیں تھی مگر ان کا چہرہ شاداب تھا ان کی زیادہ ہونے کے باوجود ان کے چہرے پر بڑھاپے کے آثار نہیں تھے، ابو عمر کہتے ہیں ان کے چہرہ ہمیشہ شاداب اور خوبصورت رہا اس پر بڑھاپے کے آثار نہیں نظر آتے تھے۔ یہ رسول اللہ ﷺ کی ان کے چہرے پہ اپنے منہ مبارک سے پانی ڈالنے کی برکت تھی[22]۔

ان واقعات سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ بچوں کی تعلیم و تربیت بھی کرتے تھے اور ان سے ہنسی مزاح اور محبت بڑھانے کے لئے کھیلا بھی کرتے تھے تاکہ بچوں کے ساتھ اُنس و محبت قائم رہے جیسا کہ بچوں کے سگے والدین ان کے ساتھ پیار محبت سے کھیل کود اور شرارت کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے ربائب اولاد کو سگے والدین سے بھی زیادہ محبت دی تاکہ بے گانہ پن کا تاثر یا احساس نہ رہے۔

ربائب سے نکاح و عدم نکاح کی صورتیں:

ارشاد باری تعالی ہے:

"وَرَبَائِبُكُمُ اللَّاتِي فِي حُجُورِكُمْ مِنْ نِسَائِكُمُ اللَّاتِي دَخَلْتُمْ بِهِنَّ فَإِنْ لَمْ تَكُونُوا دَخَلْتُمْ بِهِنَّ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ "۔[23]

ترجمہ: "اور تمہاری ربیبہ بیٹیاں جو تمہاری گود میں ہوں تمہاری ان بیویوں سے جن سے تم نے دخول کیا، پس اگر تم نے دخول نہیں کیا تو تم پر کوئی گناہ نہیں"۔

علماء نے اللہ تعالی کے اس کلام کے بارے میں کلام کیا ہے کہ ربیبہ بیٹی سے نکاح کرنا جائز ہے یا نہیں؟

ابو بکر الجزائری نے اس بارے میں لکھا ہے کہ "

" فالربيبة، هي بنت الزوجة إذا نكح الرجل امرأة وبنى بها لا يحل له الزواج من ابنتها، أما إذا عقد فقط ولم يبين فإن البنت تحل له لقوله تعالى مِنْ نِسَائِكُمُ اللاتِي دَخَلْتُمْ بِهِنَّ فَإِنْ لَمْ تَكُونُوا دَخَلْتُمْ بِهِنَّ فَلا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ- أي لا إثم ولا حرج "۔[24]

ترجمہ: "ربیبہ سے مراد بیوی کی وہ بیٹی ہے جب مرد کسی عورت سے نکاح کرے اور اس سے تعلق قائم کرے تو اس کے لئے عورت کی اس بیٹی سے نکاح کرنا حلال نہیں ہے، اور جب عورت سے صرف عقد نکاح کرے اور دخول نہ کرے تو اس صورت میں اس عورت کی بیٹی اس مرد (سوتیلے

باپ) کے لئے حلال ہو گی۔ اللہ تعالی کے اس فرمان کے مطابق تمہاری وہ بیویاں جن سے تم نے دخول کیا ہو، پس اگر تم نے دخول نہیں کیا تو تم ہر گناہ نہیں ہے۔یعنی تم پر کوئی گناہ اور نکاح کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے"۔

احمد بن محمد نے اس بارے میں لکھا ہے کہ:

" كانت في حجره أم لا ، على قول الجمهور ، ورُوي عن عليؓ أنه أجاز نكاحها إن لم تكن في حجره، وأما قوله اللاتي دخلتم بهن فهو معتبر إجماعًا ، فلو عقد على المرأة ولم يدخل بها ، فله طلاقها ويأخذ ابنتها ، ولذلك قال فإن لم تكونوا دخلتم بهن فلا جناح عليكم أن تنكحوهن "۔[25]

ترجمہ:"اختلاف اس بارے میں ہے کہ وہ اس کی گود میں پرورش پا رہی ہے یا نہیں، حضرت علیؓ اور جمہور علماء کے قول کے مطابق جیسا کہ حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے فرمان کے مطابق اگر ربیبہ بچی اس مرد کی زیر پرورش نہیں تو نکاح کرنے کی اجازت ہے اللہ تعالی کے اس قول کے مطابق کہ وہ بیویاں جن سے تم نے دخول کیا ہے، اس بات پر علماء کا اجماع ہے کہ اگر ماں سے صرف عقد نکاح کیا ہے اور دخول نہیں کیا تو نکاح کرنا جائز ہے، اب اگر اس عورت کو طلاق دے دے تو اس کی بیٹی کو عقد نکاح میں لے سکتا ہے جیسا کہ اللہ تعالی نے فرمایا اگر تم نے (ماں سے) دخول نہیں کیا۔یعنی اس صورت میں اگر چاہے تو بیٹی سے نکاح کر سکتا ہے"۔

احمد بن محمد مزید لکھتے ہیں:

"أن زوجة الأب وزوجة الابن وأم الزوجة يحرمن بالعقد ، وأما بنت المرأة فلا تحرم إلا بالدخول بأمها ، فالعقد على البنات يُحرم الأمهات ، والدخول بالأمهات يُحرم البنات. وقوله تعالى الذين من أصلابكم احترز به من زوجة المتبنِّي فلا تحرم حليلته ، كقضية زيد مع رسول الله صلى الله عليه وسلم "۔[26]

ترجمہ:"باپ کی زوجہ یعنی ماں، اور بیٹے کی بیوی یعنی بہو اور بیوی کی ماں تو عقد نکاح سے ہی حرام ہو جاتی ہیں۔اور بیوی کی بیٹی حرام نہیں ہوتی مگر اس صورت میں کہ اگر اس کی ماں سے دخول کیا ہو تو وہ حرام ہو جاتی ہے، پس بیٹیوں سے نکاح کرنے سے مائیں حرام ہو جاتی ہیں، اور ماؤں سے دخول کی صورت میں ان کی بیٹیاں حرام ہوتی ہیں جیسا کہ اللہ تعالی کا قول ہے من اصلابکم، متبنٰی بیٹے کی بیوی حرام نہیں ہوتی، جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے زیدؓ کے معاملے میں کیا تھا۔(حضرت زینبؓ اور حضرت زیدؓ کی طلاق کے بعد رسول اللہ ﷺ نے حضرت زینبؓ سے اللہ تعالی کے حکم کے مطابق نکاح کر لیا تھا۔اس کا مقصد عرب کے رواج کے مطابق لے پالک بیٹے کو سگے بیٹے سے الگ کرنا تھا۔)

شیخ محمد طاہر بن عاشور درج بالا آیت:

وَرَبَائِبُكُمُ اللَّاتِي فِي حُجُورِكُمْ کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ " يظنّ أنهم يحرّمون أمّهات النساء والربائب وقد أشيع أنّ النبي صلى الله عليه وسلم يريد أن يتزوّج دُرّةَ بنتَ أبي سَلَمة وهي ربيبته إذ هي بنت أمّ سلمة ، فسألته إحدى أمّهات المؤمنين فقال لو لم تكن ربيبتي لما حلّت لي إنها ابنة أخي من الرضاعة أرضعتني وأبَا سَلَمة ثويبة "۔[27]

ترجمہ: "یہ گمان کیا جاتا ہے کہ بیویوں کی مائیں اور بیویوں کی ربیبہ بیٹیاں منع ہیں اور جیسا کہ ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارادہ کیا تھا کہ وہ درہؓ بنت ابی سلمہ سے نکاح کریں، وہ ام المؤمنین ام سلمہؓ کی بیٹی تھی، رسول اللہ ﷺ کی ازواج میں سے کسی ایک نے ان سے نکاح کرنے کے بارے میں رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا وہ میرے لئے حلال نہیں کیونکہ وہ میری ربیبہ بیٹی ہے، اگر نہ ہوتی تب بھی میرے لئے جائز نہیں تھی کیونکہ وہ میرے رضاعی بھائی کی بیٹی ہے (یعنی میری رضاعی بھتیجی ہے)، مجھے اور ابو سلمہؓ کو ثوبیہ نے دودھ پلایا تھا۔

یعنی بعض لوگوں نے یہ گمان کیا کہ رسول اللہ ﷺ ام المؤمنین ام سلمہؓ کی بیٹی درہ سے نکاح کرنا چاہتے ہیں تو رسول اللہ ﷺ نے اس غلط فہمی کو دو باتوں سے واضح کر دیا کہ ایک تو وہ میری ربیبہ بیٹی ہے اس لئے میں ان سے نکاح نہیں کروں گا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس سے منع فرمایا ہے دوسری وجہ یہ کہ وہ میرے رضاعی بھائی کی بیٹی ہونے کی وجہ سے میری بھتیجی ہے۔ لہذا دونوں وجہ سے ایسا نکاح کرنا حلال نہیں ہے۔

عصر حاضر میں ربائب کو درپیش مسائل:

عصر حاضر میں ربائب کو بے پناہ مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے جسکی بنیادی وجہ دین سے دوری اور حوس پرستی ہے۔

ایک عورت جو بیوہ یا مطلقہ ہونے کے بعد اپنی اولاد کو دوسرے شوہر کی پرورش میں لے جاتی ہے اسکا مقصد اپنی اولاد کو اپنی آنکھوں کے سامنے رکھنا اور انکی اچھی پرورش کرنا ہے مگر ہمارے معاشرے میں ایسا تقریباً ہی ناممکن نظر آتا ہے سوتیلے والد صاحب بیوی کی سابقہ اولاد کو تحفظ دینے کی بجائے اس پر بری نظریں رکھتے ہیں، ہر وقت اس موقعے کی تلاش میں ہوتے ہیں کہ موقعہ ملتے ہی سوتیلی بیٹی کو حراساں کیا جائے اور اسکے خوفزدہ ہونے سے مزید خوش ہوتے ہیں۔

عصر حاضر کی مثال:

ڈرامہ سیریل وحشی: اے آر وائے انٹرٹینمنٹ پر آنے والے سیریل وحشی کی کہانی کچھ یوں ہے کہ اداکارہ ندا جو ایک بیٹے کے بعد بیوہ ہو جاتی ہے اسکا ایک بیٹے کے باپ سے نکاح کر دیا جاتا ہے۔ دوسرے شوہر کے گھر میں جانے کے بعد عورت کے پہلے بیٹے کیلئے زندگی ایک عذاب بن جاتی ہے۔ بات بات پر اس لڑکے کو ڈانٹ ڈپٹ یہاں تک کے سوتیلے والد کے تھپڑ پڑتے ہیں اسکی ماں ہر وقت اس پریشانی میں رہتی کی بیٹے کی کسی بات پر ناراض ہو کر شوہر اسکو گھر سے نہ نکال دے۔ اس سب سے بچنے کیلئے وہ خود بھی بات بات پر اپنے سگے بیٹے کو ڈانٹ ڈپٹ اور مارنے لگ جاتی ہے۔ اسکے باوجود بھی شوہر کو تسکین نہیں ملتی اور وہ دس سالہ معصوم بچے کو ہر وقت وحشی کے نام سے پکارنا شروع کر دیتا ہے۔

وقت گزرتا جاتا ہے دونوں بچوں کی تعلیم و تربیت میں بھی فرق روا رکھا جاتا ہے یہاں تک کہ باپ اپنے سگے بیٹے کو اعلی تعلیم کیلئے باہر بھیج دیتا ہے۔ اور بیوی کا بیٹا پاکستان میں ہی رہ کر اپنی تعلیم پوری کرنے کی پوری کوشش کرتا ہے۔

اب یہاں سے ڈرامے میں ایک اور ٹرننگ پوائنٹ آتا ہے، والد کی بھتیجی گاؤں سے شہر اپنے چچا کے گھر تعلیم حاصل کرنے کی غرض سے آکر رکتی ہے۔ اب وہ گھر کے ماحول کو پوری طرح سے دیکھتی ہے۔ لڑکے کا اپنے ماں سے بھی ہر وقت الجھا الجھا رویہ رہتا ہے اور ماں سے بھی دور بھاگتا ہے۔

لڑکے کا مسلسل چڑچڑا پن اور ہر وقت کے غصے کو نوٹ کر کے لڑکے کے قریب ہونے کی کوشش کرتی ہے، یہاں لڑکا اس سے بھی خار کھاتا اور باقی لوگوں کی طرح اس سے بھی دور بھاگتا ہے، اسی دوران اس لڑکے کو بخار ہو جاتا ہے اور وہ لڑکی اسکا خوب خیال رکھتی ہے جس کے بعد لڑکے کے دل میں اس لڑکی کیلئے نرم گوشہ پیدا ہو جاتا ہے۔

اسکے بعد لڑکی اُس لڑکے سے اس کے رویہ کی وجہ معلوم کرنا چاہتی ہے تو وہ اس کو بچپن سے بڑے ہونے تک کے واقعات بتاتا ہے۔ جس سے دونوں میں مزید قربت بڑھنے لگتی ہے۔ اب وہ اسکو کالج بھی چھوڑنے اور لینے جانے لگتا ہے۔ اس دوران لڑکا اور لڑکی دونوں میں محبت پروان چڑھتی ہے اور شادی کے وعدے ہو جاتے ہیں۔ اسی دوران لڑکے نے بیروں ملک اسکالر شپ کیلئے اپلائی کیا تھا، جس میں اسکا نام آجاتا ہے اور وہ اعلی تعلیم کیلئے باہر چلا جاتا ہے۔

وہاں تعلیم حاصل کرنے کے بعد وہ ایک اچھی سیلری پر جاب بھی کرنے لگتا ہے۔ اب وہ لڑکی سے فون پر رابطہ کرتا ہے تو اسکا رویہ بدلہ ہوا پاتا ہے ۔ یہ اپنی والدہ کو بار بار اس لڑکی کا رشتہ مانگنے کیلئے کہتا ہے مگر ماں ٹال مٹول سے کام لیتی ہے۔ اس دوران اسکا بڑا سوتیلا بھائی باہر سے تعلیم مکمل کر کے واپس آجاتا ہے اور چچا کی بیٹی کا رشتہ بڑے سوتیلے بھائی سے طے پاتا ہے جو اس لڑکے کی اپنی سگی ماں شوہر کے کہنے پر طے کر کے آتی ہے اور نکاح کی تاریخ بھی مقرر ہو جاتی ہے۔ لڑکا جس دن بیرون ملک سے واپس پاکستان واپس آتا ہے وہ دیکھتا ہے اسکی محبت اسکے بھائی کی دلہن بنی بیٹھی ہے۔ وہ غم و غصے میں گھر جاتا ہے۔

وہاں بڑے بیٹے کی شادی کر کے سب واپس آتے ہیں اور دلہن کو اس کے کمرے میں بٹھاتے ہیں اس دوران چھوٹا بھائی دکھ اور غصے میں دلہن کے کمرے میں جاتا ہے اس کو اپنے ساتھ کئے وعدوں اور بے وفائی کا ذکر کرتا ہے۔ دلہن ڈر جاتی ہے کہ اب یہ میرے ساتھ کیا کرے گا اسی خوف سے وہ بے ہوش ہو جاتی ہے۔

لڑکی کے بے ہوش ہونے کے بعد اسکی چچی کمرے میں آتی ہے اور وہ سمجھتی ہے شاید اس کا سگا بیٹا اپنی بھابھی کے ساتھ کچھ غلط کر گیا ہے وہ بھی خوف زدہ ہو کر کمرے سے باہر آتی ہے جہاں اسکے شوہر کا بیٹا ماں کی اُڑی رنگت دیکھ کر پریشانی سے پوچھتا ہے کہ ماما کیا ہو؟ جس پر وہ صرف اپنے سگے بیٹے کا نام لیتی ہے۔ جس پر گھر میں ایک قیامت کا سماں بن جاتا ہے اور وہ سوتیلا بیٹا اور باپ پستول نکال کر چھوٹے بیٹے کو مارنے آجاتے ہیں اسی دوران گولی غلطی سے ماں کو لگ جاتی ہے اور وہ مر جاتی ہے۔ جسکے بعد دونوں باپ بیٹا جیل چلے جاتے ہیں۔

ہمارے معاشرے میں ایسی بہت سی مثالیں ہیں جہاں ربیبہ اولاد کو اوّل تو قبول ہی نہیں کیا جاتا، نکاح سے پہلے ہی یہ طے کر لیا جاتا ہے کہ بچہ ماں کے ساتھ نہیں جائے گا، اگر نہ چاہتے ہوئے بھی کوئی شخص اپنی اولاد کے ساتھ بیوی کے ایک دو بچوں کو قبول کر بھی لیں تو ایسے بچوں کی زندگی جہنم بنادی جاتی جسکا انجام یہی یوتا ہے کہ اس بچے کی شخصیت کو تباہ و برباد کر دیا جاتا ہے، نہ ان کی تعلیم و تربیت پر توجہ دی جاتی ہے اور نہ ہی انکے حقوق ادا کئے جاتے ہیں جس سے وہ معاشرہ میں ایک سلجھے ہوئے انسان کی طرح زندگی بسر کر سکیں۔

جبکہ اسلام میں ایسے بچوں کو سگی اولاد کی طرح حقوق دیئے گئے ہیں خود رسول اللہ ﷺ نے امھات المؤمنین کے بچوں کی شفقت و محبت سے تربیت کر کے بتایا ہے کہ ایسے بچے حسن سلوک کے مستحق ہوتے ہیں۔ یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: یتیم کی پرورش کرنے والا شخص جنت میں میرے ساتھ یوں ہوگا، رسول اللہ ﷺ نے اپنی شہادت اور درمیان کی انگلی ملا کر اشارہ کر کے بتایا کہ ایسے۔

ربائب کو درپیش مسائل کی ممکنہ صورتیں اور ان کے حل کی تجاویز:

گزشتہ صفحات میں موجودہ دور میں ربائب کو درپیش مسائل پر بحث کی گئی ہے، آئندہ صفحات میں ان کے حل اور بہتری کے لئے تجاویز قلمبند کی جارہی ہیں۔

بچوں کی ذہن سازی کا فقدان :

والدین کی وفات یا جدائی کی صورت میں جب ربائب بچے، سوتیلے والد یا والدہ کی پرورش میں جاتے ہیں تو بچوں کو کئی طرح کے مسائل کا سامنا کرنا پڑتا ہے، ایک بات یہ کہ بچے والدین میں سے نئے شخص کو برداشت کرنے کے لئے ہرگز تیار نہیں ہوتے وہ ایسا سمجھتے ہیں کہ انکے سنگل پیرنٹس میں سے جو ایک ان کے ساتھ تھا وہ اب دوسری بار نکاح کرنے سے ان بچوں سے چھن گیا ہے اور اب یہ بچے بالکل تنہا ہو گئے ہیں۔ اس وجہ سے بچے اپنے سوتیلے والدین سے برے سلوک سے پیش آتے ہیں، اس کے ساتھ ہی والدین کا رویہ بھی برا ہونے کی وجہ سے مسائل زیادہ بڑھ جاتے ہیں جیسا کہ ڈرامی سیریل وحشی کو قلمبند کرتے ہوئے محقق نے اس کی مکمل تفصیل قلمبند کی ہے کہ کس طرح سے سوتیلے والد کے نفرت بھرے رویے نے لڑکے کی ساری زندگی برباد کر دی۔

سوتیلے والدین کا برا سلوک :

دوسری صورت میں اگر سوتیلے والدین کا رویہ بچوں کے ساتھ محبت اور حسن سلوک کا ہو تو مسائل بہت حد تک کم ہو جاتے ہیں اور گھر کا ماحول پرسکون رہتا ہے۔ اس طرح بچوں کی اچھی تعلیم و تربیت بھی ممکن ہوتی ہے۔ اگر دوسرے نکاح سے پہلے ہی سنگل والدین اپنے بچوں کی محبت سے ذہن سازی کریں کہ نئے آنے والے ماں / باپ کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آنا ہے اور خود بھی ذہنی طور پر اس بات کے لئے آمادہ ہوں کہ ساتھی کے ساتھ ساتھ اس کی اولاد سے بھی اسی محبت سے پیش آنا ہے جس کی امید وہ اپنی اولاد کے لئے رکھتے ہیں تو سوتیلے والدین کے ساتھ بھی زندگی بہت اچھی گزر سکتی ہے۔ لیکن ایسا نہ ہونے کی وجہ سے اکثر دوسری شادیاں جلد ہی ناکام ہو جاتی ہیں اس میں بعض اوقات سوتیلے والدین اور بعض اوقات ربائب / سوتیلی اولاد کا ناقابل برداشت برا رویہ ہوتا ہے۔ جیسا کہ ڈرامی سیریل عداوت میں سوتیلی والدہ جو کہ بچی کی سگی خالہ تھی صرف اس ضد میں کہ ایک بچی کے باپ سے میرا نکاح کیا جارہا ہے، بچی کو زہر دے کر مارنے کی کوشش، نند جو خالہ زاد تھی اس کی نکاح کے بعد اس پر بہتان لگا کر طلاق کروانا، اس کے بعد ہر جگہ اس کی طلاق اور جھوٹے الزامات لگا کر اس کے رشتے میں رکاوٹیں ڈالنا، دوسرے شادی کے بعد بھی بار بار اس نند کو تنگ کرنا اس کے سسرال میں جھوٹی باتیں پھیلانا اور پھر سے طلاق کروانے کی کوشش میں ہر حد سے گزر گئی، پھر بات بات پر گھر کا ماحول خراب کرنا، آخر کار اپنے سب کارنامے تسلیم کر کے خود بھی طلاق لے کر الگ ہوئی۔

مرد کا خود سر رویہ:

دوران تحقیق یہ بات بھی سامنے آئی کہ دوسری شادی کرنے والے اکثر والدیہ سمجھتے ہیں کہ ہم نے نکاح صرف اپنے بچوں کے لئے کیا تھا تاکہ ان کو سنبھالنے والی عورت آجائے لیکن خود وہ اپنی بیوی کی اولاد کے لئے نرم گوشہ نہیں رکھتے تھے یا غیر شعوری طور پر ان میں یہ احساس ہی نہیں تھا کہ بیوی کی اولاد کو بھی وہی محبت چاہیے جو وہ اپنی اولاد کے لئے چاہتے ہیں۔اس لئے آخر عمر میں جا کر ان کو یہ محسوس ہوا کہ ان سے جانے انجانے میں بہت غلطیاں ہو گئیں۔

میڈیا کا کردار:

بیوہ یا مطلقہ خواتین جن کے لئے ہمارے پاکستانی معاشرے میں دوسرا نکاح کروانا ایک سخت اور آزمائشی دور سے کم نہیں ہوتا ہے وہیں ایک بڑا کردار ہماری ڈرامہ انڈسٹری کا بھی ہے جو اس معاشرے میں رائج سوتیلے والدین کے ظلم و ستم دکھا کر بیوہ / مطلقہ خواتین کو دوسری بار نکاح کرنے سے روکتا ہے کہ کس طرح سوتیلا والد یا سوتیلی والدہ بچوں پر ظلم و ستم کی تمام حدیں پار کر دیتے ہیں،ہماری ڈرامہ انڈسٹری اگر مثبت ڈرامے اور سوتیلے والدین کے ساتھ ساتھ بچوں کے مثبت رویے پر مبنی ڈرامے دکھائے اور لوگوں کی درست سمت میں ذہن سازی کرے تو بہت بہتر ہو گا۔

مصنفین کا کردار:

اسی طرح ہمارے معاشرے میں سوتیلے والدین کے کردار کو کہانیوں میں پیش کرنے والے مصنفین بھی سوتیلی والدہ کا کردار کسی ظالم چڑیل جیسا بتاتے ہیں جیسا کہ ہمارے بچپن کی مشہور و معروف کہانی سنڈریلا میں اس کی سوتیلی ماں اس بچی سے سارے گھر کے کام کاج کروانے ساتھ ساتھ مار پیٹ، کھانا نہ دینا جیسے رویے روا رکھتی ہے۔یہ سب بھی ذہن سازی میں ایک بہت بڑا کردار ادا کرتے ہیں۔لہذا کہانیوں کے مصنفین کو بھی مثبت کرداروں کو اجاگر کرنے کی ضرورت ہے۔

حاصل کلام:

عصر حاضر میں خاندانی نظام میں تبدیلیوں اور معاشرتی اقدار میں تنوع کے باعث ربائب یعنی سوتیلی اولاد کو کئی پیچیدہ مسائل کا سامنا ہے جن میں جذباتی محرومی، وراثتی حقوق سے محرومی، معاشرتی تعصب، قانونی پیچیدگیاں اور والدین کی غیر متوازن توجہ جیسے مسائل شامل ہیں۔ اس تحقیقی مطالعے میں ان مسائل کا تفصیلی جائزہ لیا گیا ہے اور اسلامی شریعت کی روشنی میں ان کے قابلِ عمل اور اخلاقی حل پیش کیے گئے ہیں۔ قرآن و سنت کی تعلیمات سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ ربائب کے ساتھ حسن سلوک، عدل، شفقت، اور ان کے حقوق کا تحفظ ایک دینی فریضہ ہے۔ اسلام میں نسب کے احترام اور پرورش کی ذمہ داریوں کو بہت اہمیت دی گئی ہے، جس سے یہ رہنمائی ملتی ہے کہ سوتیلی اولاد کے ساتھ حسنِ اخلاق اور عدل و انصاف کا برتاؤ کیا جائے۔ اس تحقیق کا خلاصہ یہ ہے کہ ربائب کے مسائل کا حل صرف قانونی اصلاحات میں نہیں، بلکہ اخلاقی تربیت، سماجی شعور، اور شریعتِ اسلامی کے اصولوں کی عملی تطبیق میں مضمر ہے۔ اگر والدین، معاشرہ، اور ریاست اپنی ذمہ داریوں کو احسن طریقے سے ادا کریں تو ربائب کو نہ صرف ایک محفوظ خاندانی فضا میسر آسکتی ہے بلکہ ایک متوازن اور باوقار معاشرتی مقام بھی حاصل ہو سکتا ہے۔

حوالہ جات

1۔ القرآن،23:4۔

2۔ امام راغب اصفہانی، مفردات القرآن،(لاہور، مکتبہ رحمانیہ، س ن)،372:1۔

3۔ القرآن، 14:34۔

4۔ القرآن،80:3۔

5۔ القرآن،8:44۔

6۔ القرآن، 28:89۔

7۔ امام فخر الدین رازی، مفاتیح الغیب تفسیر کبیر،(بیروت، دار الفکر:1981ء)،12:3۔

8۔ امام راغب، مفردات القرآن،374:1۔

9۔ القرآن،39:12۔

10۔ القرآن،23:4۔

11۔ کرنل عاشق حسین، قرآنی اردو انسائکلوپیڈیا،(جہلم، بک کارنر مین بازار، 2008ء)، 138،139۔

12 سید فضل الرحمن، مترجم معجم القرآن،(کراچی، زوار اکیڈمی پبلیکیشنز، 2008ء)، 234۔

13۔ شہید الدین احمد، عمدہ لغات القرآن،(لاہور، اردو بازار فیصل ناشران، 2005ء)، 98۔

14۔ القرآن،1:1۔

15۔ میاں محمد صدیقی، قرآن مجید کی عربی، اردو لغت،(اسلام آباد، مقتدرہ قومی زبان، 2007ء)، 8:4۔

16۔ یعقوب سروش، مطالب القرآن،(لاہور، مکتبہ تعمیر انسانیت س:ن)، 28۔

17۔ أبو بكر الجزائري، أيسر التفاسير لكلام العلي الكبير، وبهامشه نهر الخير على أيسر التفاسير،(المدينة المنوره، مكتبة العلوم والحكم، 1990ء)،85:2۔

18۔ ایضاً،87:2۔

19.۔ ڈاکٹر ہمایوں عباس شمس، علوم السیرہ،(لاہور، غزنی سٹریٹ اردو بازار،2020ء)، 190۔

20۔ سید قاسم محمود، اسلامی انسائکلوپیڈیا(لاہور، الفیصل کتب ناشران،1998)ص730۔

21۔ عسقلانی، ابن حجر، الاصابہ فی تمیز الصحابہ،(لاہور: مکتبہ رحمانیہ اردو بازار،1990ء)، 1077۔

22۔ ایضاً،1885۔

23۔ القرآن ،23:4۔

24۔ ابو بکر الجزائری، أيسر التفاسير لكلام العلي الكبير، وبهامشه نهر الخير على أيسر التفاسير،(مدينة المنوره: مكتبة العلوم والحكم،1997ء)، 87:2۔

25۔ احمد بن محمد، البحر المدید،(بیروت، دار الکتب العلمیہ،2002ء)،40:2۔

26۔ ایضاً،40:2۔

27۔ محمد الطاهر بن عاشور، التحریر والتنویر،(تونس، دار السحنون،1997ء)،298:4۔